مولانا عبدالوہاب حجازی

قسط ۲ (آخری)

حدیث میں مذکور حیوانات

حیوانات کی نفسیات و مزاج "عن رافع قال، كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم في سفر فند بعير من ابل القوم ولم يكن معهم خيل، فرماه رجل بسهم فحبسه الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لهذه البهائم اوابد كأوابد الوحش فما فعل منها هذا فافعلوا به هكذا۔" (جامع الترمذی ج ۱)

"حضرت رافعؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں ہم لوگ ایک سفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، اتنے میں قوم کے ایک آدمی کا اونٹ بھاگ کھڑا ہوا۔ ان لوگوں کے ساتھ کوئی گھوڑا بھی نہ تھا، اتنے میں ایک آدمی نے تیر مارا، جس سے اللہ نے اسے روک دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان پالتو چوپایوں میں وحشی جانوروں کی طرح انسانوں سے تنفر و توحش کی خصلتیں ہوتی ہیں، لہٰذا ان میں سے جو چوپایہ ایسا کرے تو اس کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرو۔"

"اوابد" آبدۃ کی جمع ہے، جس کا معنیٰ انسان سے توحش اور تنفر ہے، پالتو جانوروں میں بھی وحشی اور جنگلی جانوروں کی طرح توحش و تنفر کی خصلت ہوتی ہے جو کبھی کبھی نمایاں ہوتی ہے ــــ تو ایسے موقع پر اُن کا سارا اُنس اور اطاعت کیشی کافور ہو جاتی ہے ــــ پالتو جانوروں میں اس مخصوص نفسیات کے ظہور کے وقت اسلام نے اپنے آداب و تسلیمات کی نزاکت کا لحاظ کرتے ہوئے انھیں ذبح کے حکم میں وحشی شکار کے مثل قرار دیا ہے ــــ اور اس نوع کے اضطرار کے موقع پر ان کے جسم کے تمام اجزاء کو محلِ ذبح مانا ہے، جب کہ عام حالات میں حلقوم پر چھری چلا کر ذبح کیا جاتا ہے ــــ صاحبِ تحفہ نے شرح السنۃ کے حوالہ سے لکھا ہے:

"فيه دليل على ان الحيوان الانسي اذا توحش ونفر فلم يقدر على

قطع مذبحه يصير جميع بدانه فى حكم الذابح، كالصّيد الّذى لا يقدر عليه وكذلك لو وقع بعير فى بئر منكوسا فلم يقدر على قطع حلقومه فطعن فى موضع من بدانه فمات فكان حلالا"

"اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ پالتو حیوان میں جب توحش اور تنفر پیدا ہو اور اس کے حلقوم کے قطع کی قدرت نہ ہو تو اس کا سارا بدن حلقوم کے حکم میں ہو جاتا ہے ___ جیسے وہ شکار جس پر قدرت حاصل نہ ہو، اسی طرح اگر کوئی اونٹ کنوئیں میں اوندھا گر جائے اور اس کے حلقوم کے قطع کی قدرت نہ ہو اور اس کے جسم کے کسی حصّہ میں نیزہ و تیر وغیرہ مار کر زخمی کر دیا جائے اور وہ مر جائے تو وہ حلال ہو گا"

اسی طرح ایک حدیث میں پانچ حیوانات کے مزاج کا تذکرہ آیا ہے:

"عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلّم: خمس فواسق يقتلن فى الحرم، الفارة، والعقرب، والحدايا، والكلب العقور" (اخرجه الشّيخان)

"حضرت عائشہ رض روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ حیوانات فاسق ہیں، انھیں سرزمینِ حرم میں قتل کرنا جائز ہے: چوہا، بچھو، کوّا، چیل، درندے جانور۔

چوہا سے گھریلو اور وحشی چوہے دونوں مراد ہیں ۔ بچھو کے معنی میں سانپ بھی داخل ہیں ___ کوّا سے مراد مسلم شریف کی روایت کے مطابق "غراب ابقع" ہے، یعنی جس کی پیٹھ یا پیٹ میں سفیدی ہوتی ہے ۔ اور کلبِ عقور سے شیر، چیتا، بھیڑیا وغیرہ درندے مراد ہیں ۔ ان حیوانات کو فاسق جو کہا گیا ہے، وہ ان کے خبث اور ان کے ذریعہ کثرتِ ضرر کے صدور کی وجہ سے کہا گیا ہے ___ صاحبِ تحفہ نے "نہایہ" کے حوالہ سے لکھا ہے:

"اصل الفسوق الخروج عن الاستقامة والجور، وبه سمّى العاصى فاسقا وانّما سمّيت هٰذه الحيوانات فواسق على الاستعارة لخبثهن، وقيل لخروجهنّ عن الحرمة فى الحلّ والحرم اى لاحرمة

لهنّ بحال "

" فسوق کا اصل معنیٰ استقامت سے نکل جانا، اعتدال سے ہٹ جانا اور ظلم کرنا ہے ـــــ اسی سے عاصی کا نام فاسق رکھا گیا ہے ـــــ ان حیوانات کا نام جو فاسق رکھا گیا، یہ ان کے خبث کی وجہ سے ازراہِ استعارہ رکھا گیا ہے ـ ایک قول یہ ہے کہ حل اور حرم میں ان کے حرمت سے خارج ہونے کی وجہ سے ان کا نام فاسق رکھا گیا، یعنی کسی حال میں ان کے لیے حرمت نہیں "

اس حدیث میں مذکورہ اقسام کے حیوانات کے مزاج اور ان کے خبث وضرر کے پیشِ نظر اسلام نے ان کے حسبِ حال اپنے آداب اور تعلیمات سکھلائیں ـ

ایک حدیث میں گرگٹ کو بھی " فویسق " کہا گیا ہے جو فاسق کی تصغیر ہے ـــــ حضرت سعدؓ سے صحیح مسلم کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے " الوزغ " گرگٹ کو قتل کرنے کا حکم دیا، اور اس کا نام فویسق رکھا ـ

حضرت ام شریکؓ کہتی ہیں :

" انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم امر بقتل الوزغ وقال : کان ینفخ علیٰ ابراھیم " (اخرجہ الشّیخان)

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کے قتل کرنے کا حکم فرمایا ہے اور فرمایا کہ یہ ابراہیمؑ پر آگ کو پھونک کر بھڑکا رہا تھا "

صاحبِ مجمع البحار نے اس کے خبث وضرر اور فسق کے متعلق ایک قول نقل کیا ہے کہ یہ اونٹنی کے تھن کو پکڑ کر اس کا دودھ پی لیتا ہے ـ

سانپوں کا ذکر مستقلاً صحیح حدیثوں میں آیا ہے :

" عن سالم بن عبداللّٰہ عن ابیہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم اقتلوا الحیّات، واقتلوا ذاالطّفیتین والابتر، فانّھما یلتمسان البصر ویسقطان الحمل " (اخرجہ الشّیخان)

" سالم بن عبداللہ عن ابیہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سانپوں کو قتل کرو، خصوصاً دو سیاہ دھاریوں والے اور بے دم والے سانپ، کیوں کہ یہ دونوں اندھا کر دیتے اور حمل ساقط کر دیتے ہیں ـ

یہ دونوں نہایت خبیث سانپ ہیں، ان کی نگاہوں میں زہر کا ایسا خاصہ ہے کہ ان کی نگاہوں سے دیکھنے والوں کی نظر ملتے ہی بصارت ختم ہو جاتی ہے، اور زہر ہی کے اثر سے ان کی نظر میں نظر ملنے سے حمل ساقط ہو جاتا ہے، یہی خواص افعی کے بھی بتائے جاتے ہیں ـــ بعض اقسام سانپوں کی ایسی بھی ہیں کہ صرف ان کے دیکھنے سے آدمی اندھا ہو جاتا ہے ـــ سانپ کی ایک نوع "ناظور" کہلاتی ہے، اس کی نظر جب کسی انسان پر پڑ جاتی ہے تو وہ آدمی فوراً مر جاتا ہے ـــ سانپ کی ایک نوع ایسی ہے کہ انسان اس کی آواز سنتے ہی مر جاتا ہے ـــ سانپ کے یہ جملہ انواع فواسق میں داخل ہیں، انھیں قتل کیا جائے گا! البتہ ابو داؤد کی ایک روایت میں "جانّ ابیضؑ" کا استثنٰی مذکور ہے :

"عن ابن مسعودؓ انّ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قال: اقتلوا الحیّات کلّھا الّا الجانّ الابیض الّذی کانّہٗ قضیب فضّۃٍ"

"حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمام سانپوں کو قتل کرو، سوائے "جانّ ابیض" کے سفید پتلے سانپ کے، جو گویا چاندی کی سلاخ جیسا ہوتا ہے"

"عبد اللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں، سانپوں میں اس سانپ کا قتل ناپسندیدہ قرار دیا جاتا ہے جو پتلا چاندی جیسا سفید ہوتا ہے اور چلنے میں مڑتا نہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اس سانپ کے اندر خبث، ضرر اور فسق نہیں ہے۔

گھروں میں ظاہر ہونے والے سانپوں کے متعلق اسلام کی تعلیمات یہ ہیں کہ تین بار ـــ اور بعض صحیح روایات میں تین دن کا ذکر ہے ـــ کہا جائے کہ تم تنگی اور ضیق میں ہو۔ اگر ایسا کہنے کے بعد بھی وہ ظاہر ہوں تو انھیں قتل کر دیا جائے۔ گھر کے سانپوں کے متعلق اسلام کی تعلیم میں جو اجمال ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جنّ بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر صالح ہوں گے تو تخریج کے ساتھ ہی بھاگ جائیں گے، اور اگر کافر اور شیطان ہوں گے یا حقیقتاً سانپ ہوں گے، تو ان پر اسلام کا یہ حکم نافذ کیا جائے گا۔

کتّا

"عن عدی بن حاتم، قال قلت یا رسول اللہ انّا نرسل کلاباً لنا معلّمۃ، قال: کل ما امسکن علیک، قلت یا رسول اللہ، وان قتلن؟ قال: وان قتلن مالم یشرکھا کلب من غیرھا۔

الحدیث ۱" (جامع الترمذی ج ۱)

"حضرت عدیؓ بن حاتم کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ، ہم اپنے سکھلائے ہوئے کتے چھوڑتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا، جو تمہارے لیے روک لیں اسے کھاؤ۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ، اگرچہ وہ شکار کو مار ڈالیں؟ آپؐ نے فرمایا، اگرچہ مار ڈالیں بشرطیکہ اس کے ساتھ دوسرا کتا شریک نہ ہو۔"

بخاری کی روایت میں ہے "اذا ارسلت کلبك وسمّیت" جب تم اپنے کتے کو چھوڑ دو اور بسم اللہ کہہ لو تو ایسی صورت میں اس شکار کا کھانا حلال ہوگا، گو وہ مر گیا ہو، بشرطیکہ کتے نے اس میں سے کچھ کھایا نہ ہو! اگر کھا لیا ہے تو اس نے مالک کے لیے نہیں بلکہ اپنے لیے شکار کو روکا ہے اور وہ حلال نہ ہوگا۔ بخاری ہی کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ اگر بسم اللہ کر کے چھوڑے گئے کتے کے ساتھ دوسرا کتا بھی شکار میں شریک ہو گیا تو اسے مت کھاؤ، اس لیے کہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے نہ کہ دوسرے کتے پر!

اب معلّم یعنی سکھلایا ہوا، کب مانا جائے گا؟ اس کے متعلق صاحبِ تحفہ نے تین اوصاف نقل کیے ہیں:

"اذا اغراها صاحبها علی الصّید طلبته واذا زجرها انزجرت، واذا اخذ الصّید حبسته علی صاحبها، وھذا الثّالث مختلف فی اشتراطه، واختلف متی یعلم ذلك منها؟ فقال البغوی فی "التھذیب" اقلّه ثلاث مرات۔" (تحفۃ الاحوذی ۳/۵)

"جب اس کا مالک اسے شکار پر برانگیختہ کرے تو اس کی طلب میں دوڑ پڑے، اور جب اسے منع کرے تو رک جائے، اور جب شکار کو پکڑے تو مالک کے لیے اسے روک لے، تیسرے وصف کے شرط ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے، اس میں بھی اختلاف کیا گیا ہے کہ اس کا معلم ہو جانا کب معلوم ہوگا، تو امام بغویؒ نے "التہذیب" میں کم سے کم تین بار لکھا ہے۔"

حدیث کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کتے کے اوصاف و احوال کے بدلنے سے اسلام نے اپنے آداب و تعلیمات میں نہایت باریک اور پاکیزہ تبدیلیاں کی ہیں۔ صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ جب کتا تمہارے برتن میں منہ ڈال کر زبان سے حرکت دے تو اسے پاک کرنے کے لیے

سات بار دھویا جائے، اور پہلی بار مٹی سے دھویا جائے ــــ یعنی وہ برتن ناپاک ہوگیا، اسے سخت اہتمام سے دھونا اسلام کی نہایت پاکیزہ تعلیم ہے۔ لیکن وہی کتا جب معلم ہو جائے تو اس کے منہ سے زخمی بلکہ مرا ہوا شکار ناپاک نہیں، بلکہ حلال ہوتا ہے۔

اس تعلیم نے کتے کے لعاب اور اس کی نفسیات و مزاج میں کیا تبدیلی پیدا کردی کہ اب اس کا شکار حلال ہوگیا؟ علماء حیوانات کے لیے یہ بھی قابلِ غور و فکر نکتہ ہے، اور اس نکتہ پر غور و فکر کرنا انھیں اسلامی تعلیمات کی عظمت کا پتہ دے گا۔

چیونٹی

"عن ابی ھریرة رض انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: خرج سلیمانؑ یستسقی، فرأی نملة مستلقیة علیٰ ظھرھا، رافعة قوائمھا الی السّماء، تقول: اللّٰھمّ إنّا خلق من خلقك، لیس بنا غنی عن سقیاك فقال ارجعوا! سقیتم بدعوة غیرکم"

(رواہ احمد وصحّحہ الحاکم)

"حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا: سلیمانؑ صلوٰۃِ استسقاء کے لیے نکلے تو دیکھا کہ ایک چیونٹی چت لیٹی ہوئی اور اپنے پیروں کو آسمان کی طرف اٹھائے کہہ رہی ہے: "اے اللّٰہ، ہم تیری مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہیں، ہم تیری بارش سے بے نیاز نہیں ہیں" تو سلیمانؑ نے کہا: "لوٹ چلو، تمہارے غیر کی دعا سے تمہیں سیرابی مل گئی"

امام محمد بن اسماعیل صنعانیؒ لکھتے ہیں:

"فیہ انّہ یحسن اخراج البھائم فی الاستسقاء وانّ لھا ادراکا یتعلّق بمعرفة اللّٰہ ومعرفة بذکرہ ویطلب الحاجات منہ"

(سبل السّلام ۲/۱۴۹)

"اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صلوٰۃِ استسقاء میں پالتو مویشیوں کو بھی میدان کی طرف نکال کرلے چلنا اچھا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حیوانات کو اللّٰہ کی معرفت سے متعلق ایک ادراک ہوتا ہے، اور اس کے ذکر اور اس سے حاجات کے طلب کی بھی معرفت ہوتی ہے"

باز

"عن عدی بن حاتم قال سئلت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم

عن صيد البازی، فقال : ما امسك عليك فكل "

(جامع ترمذی، مع تحفہ ۳۹/۵)

"حضرت عدیؓ بن حاتم روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باز کے شکار کے متعلق سوال کیا، تو آپؐ نے فرمایا: جو تمہارے لیے روک لے اسے کھاؤ"

ابوداؤد کی ایک حدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "جس کتے یا باز کو تم نے سکھلایا، پھر شکار کے لیے چھوڑا اور بسم اللہ کہا تو تمہارے لیے جو روک لیں اسے کھاؤ" میں نے کہا: "اگرچہ شکار کو مار ڈالا ہو؟" آپؐ نے فرمایا" اگر مار ڈالا ہے اور اس میں سے کچھ کھایا نہیں ہے، تو اس نے تمہارے ہی لیے روکا ہے"!

باز صقور پرندوں کی ایک نوع ہے، باز اور شاہین وغیرہ شکاری پرندے صقر کہلاتے ہیں، باشق اور عقاب کو بھی اسی میں شمار کرتے ہیں۔ دمیری نے "حیات الحیوان" میں باز وغیرہ کے متعلق لکھا ہے کہ یہ حیوانات میں بڑے متکبر اور تنگ خلق ہوتے ہیں۔ امام مجاہدؒ کا قول امام ترمذیؒ نے نقل کیا ہے کہ" باز وہ پرندہ ہے جس کے ذریعہ شکار کیا جاتا ہے، اور یہ ان جوارح یعنی شکاری جانوروں میں سے ہے، جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ "

حدیثوں میں صقور کے شکار سے متعلق آداب کلاب معلم کے ہی ہیں، اور خود ان کا کھانا بھی حدیث میں حرام بتایا گیا ہے، اس لیے کہ یہ پنجوں سے نوچ پھاڑ کر کھاتے ہیں، اور ایسے پرندوں کو کھانے سے منع کیا گیا ہے۔

گھوڑا

گھوڑا وہ حیوان ہے جس کے متعلق حدیث میں ہمارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"الخیل معقود فی نواصیها الخیر الی یوم القیامة "

"گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت کے لیے خیر گرہ کر دیا گیا ہے"

ایک حدیث میں اس خیر و برکت کو اجر و ثواب اور مالِ غنیمت سے تعبیر کیا گیا ہے ــ صحیح مسلم کی ایک حدیث ہے:

"الخیل ثلاثة : فهی لرجل اجر، ولرجل ستر، ولرجل وزر، فاما

الّذی ھی لہٗ اجر، فالرّجل یتّخذھا فی سبیل اللہ، ویعدّھا لہٗ، فلا تغیب شیئًا فی بطونھا اِلّا کتب اللہ لہٗ اجرًا، ولو رعاھا فی مرج ما اکلت من شیٔ اِلّا کتب اللہ لہٗ بھا اجرًا، ولو سقاھا من نھر، کان لہٗ بکلّ قطرۃ تغیبھا فی بطونھا اجر، حتّٰی ذکر الاجر فی ابوالھا وارواثھا، ولو استنت شرفا او شرفین کتب لہٗ بکلّ خطوۃ تخطوھا اجر، و امّا الّذی ھی لہٗ ستر فالرّجل یتّخذھا تکرّمًا وتجمّلًا، ولا ینسٰی حقّ ظھورھا وبطونھا فی عسرھا و یسرھا، وامّا الّذی ھی علیہ وزر، فالّذی یتّخذھا اشرًا وبطرًا وبذخًا ورِیاء النّاس، فذالک الّذی ھی علیہ "

"گھوڑے تین طرح کے ہیں: ایک تو وہ گھوڑے ہیں جو آدمی کے لیے اجر ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو آدمی کے لیے پردہ ہیں۔ تیسرے وہ ہیں جو آدمی کے لیے گناہ ہیں۔ وہ گھوڑے جو آدمی کے لیے اجر ہیں، آدمی ان کو جہاد کے لیے لیتا اور اس کے لیے انھیں تیار کرتا ہے۔ یہ گھوڑے اپنے پیٹوں میں جو کچھ بھی نگلتے ہیں تو اس پر اس آدمی کے لیے اللہ تعالیٰ اجر لکھتا ہے، اور اگر انھیں چراگاہ میں چراتا ہے تو جو کچھ وہ کھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر اس آدمی کے لیے لکھتا ہے۔ اور اگر کسی دریا سے انھیں سیراب کرتا ہے تو ہر قطرۂ آب کے بدلے جنھیں وہ پیٹ میں منتقل کرتے ہیں، اس وزر کے لیے اجر ہوگا۔ حتّٰی کہ ان کے پیشابوں اور مینگنیوں میں اجر کا ذکر کیا۔ اور اگر کسی ایک یا دو بلند مقام پر چلے تو ان کے ہر قدم کے بدلے اس آدمی کے لیے اجر ہوگا! اور جو گھوڑے آدمی کے لیے پردہ ہیں، آدمی انھیں عزت و زیبائش کے لیے لیتا ہے اور ان کی پیٹھوں اور پیٹوں کے حق کو نہیں بھولتا، خواہ تنگی ہو یا آسانی ہو۔ اور جس آدمی کے لیے یہ گناہ ہیں آدمی انھیں تکبر، اترانے، فخر اور لوگوں کو دکھلانے کے لیے لیتا ہے، یہی وہ آدمی ہے جس کے لیے وہ گناہ ہیں۔"

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفسِ نفیس گھوڑوں کی ریس کرائی۔ مضمر گھوڑوں کے لیے حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک چھ میل کا فاصلہ متعین فرمایا، اور غیر مضمر گھوڑوں کے لیے ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک ایک میل کا فاصلہ متعین فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے

ہیں، ریس میں مَیں بھی شریک تھا، میرا گھوڑا آگے نکل گیا، یہاں تک کہ مجھے لے کر مسجد کی دیوار پھلانگ گیا۔ تضمیر گھوڑوں کی تربیت کی ایک قسم ہے، اسے چارہ خوب کھلا کر موٹا کیا جاتا ہے، پھر آہستہ آہستہ چارہ کم کیا جاتا ہے، پھر اسے ایک گھر میں داخل کر کے اوڑھنے سے ڈھانپ دیا جاتا ہے یہاں تک کہ اسے بخار آجاتا ہے پھر پسینہ آتا ہے، اور جب پسینہ سوکھ جاتا ہے تو اس کا گوشت ہلکا ہوجاتا ہے اور دوڑنے میں قوی ہوجاتا ہے۔

محبوب گھوڑے

"عن ابن عباسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یمن الخیل فی الشقر" (جامع ترمذی ج۱)

"حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"گھوڑوں کی خیر و برکت شقر میں ہے"

صاحبِ تحفہ "مختار الصحاح" کے حوالہ سے لکھتے ہیں "الشقرۃ" کا معنیٰ اشقر کا رنگ ہے، انسان میں یہ کھلے سرخ رنگ کو کہتے ہیں جس کا پوست سفیدی مائل ہو۔ اور گھوڑے میں کھلے سرخ رنگ کو کہتے ہیں، ساتھ ہی اس کی ایال اور دُم بھی سرخ ہو۔ اور دونوں سیاہ ہوں تو وہ گھوڑا اشقر نہیں، بلکہ کمیت کہلاتا ہے:

"عن ابی قتادۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: خیر الخیل الادھم، الأقرح، الارثم، ثم الاقرح المحجل طلق الیمین، فان لم تکن ادھم فکمیت۔ الخ!" (جامع ترمذی ج۱)

"حضرت ابو قتادہ رضؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپؐ نے فرمایا، سب سے بہتر گھوڑا ادھم، اقرح، ارثم ہے، پھر اقرح محجل طلق الیمین ہے، اگر ادھم نہ ہو تو اسی وصف پر کمیت ہے"

صاحبِ "تحفہ" نے تور بشتی کا قول نقل کیا ہے کہ "ادھم وہ گھوڑا ہے جس کی سیاہی خوب گہری ہو۔" اقرح" اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کے چہرہ میں معمولی سفیدی ہو یعنی غرہ سے کم ہو، ایک درہم کے مقدار۔ اور "ارثم" وہ گھوڑا ہے جس کے اوپر والے ہونٹ میں سفیدی ہو۔
اس کا معنیٰ یہ ہوا کہ سب سے عمدہ گھوڑا وہ ہے جو سخت سیاہ ہو اور اس کے چہرے میں معمولی سفیدی ہو اور اس کے اوپر والے ہونٹ میں سفیدی ہو۔
"محجل" اس گھوڑے کو کہتے ہیں جس کے تمام پیروں میں سفیدی ہو، یا صرف تین میں سفیدی

ہو، یا صرف دو ہی میں ہو ـــــ کم ہو یا زیادہ ہو، گٹوں سے اوپر ہو سکتی ہے، لیکن گھٹنوں سے اوپر نہیں!

"طلق الیمین" وہ گھوڑا ہے جس کے دائیں پیر میں تحجیل نہ ہو، یعنی دوسرے درجہ کا بہتر گھوڑا وہ ہے جس کے چہرہ میں معمولی سفیدی ہو، تین پیروں میں سفیدی ہو اور دائیں پیر میں سفیدی نہ ہو۔

ناپسندیدہ گھوڑا

"عن ابی ھریرۃ رضؓ عن النّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم انّہ کرہ الشّکال فی الخیل"

"حضرت ابو ہریرہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے گھوڑوں میں شکال کو ناپسند فرمایا۔"

صحیح مسلم کی روایت میں اتنا زیادہ ہے:

"والشّکال ان یّکون الفرس فی رجلہ الیمنٰی بیاض وفی یدہ الیسرٰی، ویدہ الیمنٰی ورجلہ الیسرٰی"

یعنی "شکال" وہ گھوڑا ہے کہ اس کے دائیں پیر اور بائیں ہاتھ میں سفیدی ہو، یا دائیں ہاتھ اور بائیں پیر میں سفیدی ہو۔

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

"وھذا التّفسیر ھو احد الاقوال فی الشّکال"

"یہ تفسیر شکال کی تعریف میں وارد مختلف اقوال میں سے ایک قول ہے۔"

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبوب یا ناپسندید گھوڑوں کے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں، ان کا تعلق بظاہر رنگ سے ہے، لیکن ان کی عمدگی اور خرابی کے متعلق حدیثِ رسولؐ میں جو بیان منقول ہے، اس کا تعلق گھوڑوں کے عمدہ یا خراب شجرۂ حسب ونسب سے ہے ـــــ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑوں کے حسب ونسب سے متعلق گہرے علم کا اندازہ ہوتا ہے۔

وصلّی اللّٰہ علٰی خیر خلقہٖ نبیّنا محمّد صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم وعلٰی اٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین، ومن تبعھم باحسانٍ الٰی یوم الدّین!